روانہ ہوا ۔ علامہ ان دنوں جاوید منزل میں مقیم تھے ۔ جاوید اقبال ابھی بچے تھے ۔ میں سہ پہر کے وقت جاوید منزل پہنچا اور علامہ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ وہ ان دنوں بیمار تھے اور ملاقات کی اجازت خاص خاص لوگوں کو تھی ۔ جب میں نے اطلاع بھجوائی کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طلبہ کا پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں تو فوراً ہی اذن باریابی مل گیا ۔

علامہ اقبالؒ ہال نما کمرے کی ایک جانب ایک بغلی کمرے میں چارپائی پر تشریف فرما تھے ۔ سامنے چند کرسیاں موجود تھیں اور شلوار قمیص کے سادہ لباس میں ملبوس تھے ۔ ایک طرف بڑا تکیہ رکھا ہوا تھا ۔ راقم الحروف نے علامہ کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا اور اس سلسلے میں وہ استفتاء بھی دکھایا جو دہلی میں مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید سے قادیانیوں کی بابت حاصل کیا تھا جس پر لاہور سے مولانا احمد علی اور مولانا سعید داؤد غزنوی کے دستخط لئے گئے تھے ۔ علامہ نے ساری صورت حال سے آگاہی کے بعد مجھے ہدایت فرمائی کہ فضل کریم درانی سے ملوں ' جو ہفتہ وار اخبار ٹرتھ (Truth) کے ایڈیٹر تھے ' اور ان سے میمورنڈم (یادداشت) تیار کروا کر ٹائپ کرا کے لاؤں ۔

راقم الحروف عرب ہوٹل پہنچا جہاں ان دنوں فضل کریم درانی مقیم تھے ۔ میں نے ان سے میمورنڈم تیار کرا کے ٹائپ کروایا اور حسب ہدایت اگلے روز دوبارہ علامہ کے نیاز حاصل کئے ۔ علامہ اقبالؒ نے اس پر دستخط کر کے مجھے ہدایت کی کہ اس پر مولانا ظفر علی خانؒ کے دستخط حاصل کروں ' چنانچہ میں نے مولانا ظفر علی خان اور دیگر اکابر ملت کے دستخط حاصل کئے ۔ اس طرح میمورنڈم کے ایک طرف علماء کا فتویٰ تھا اور دوسری جانب بہ زبان انگریزی "میمورنڈم" درج تھا ۔ یہ میمورنڈم جملہ ارکان انتظامیہ کو بھیج دیا گیا اور اہم اداروں اور اخبارات میں تقسیم کیا گیا ۔ علامہ کی رائے ملت کی نگاہوں میں انتہائی اہم سمجھی جاتی تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ کا بیان اخبارات نے اہتمام کے ساتھ شائع کیا اور پمفلٹوں کی صورت میں بھی اشاعت پذیر ہوا ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ظفر اللہ کو بطور مہمان خصوصی بلائے جانے کا فیصلہ منسوخ ہو گیا ۔

دوران ملاقات علامہ اقبال نے مجھ سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی ساری صورت حال معلوم کی اور طلبہ کے نام پیغام دیا کہ وہ اشتراکیت اور قادیانیت کی بھرپور مخالفت کریں اور ڈاکٹر سید ظفرالحسن صدر شعبہ فلسفہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی ان خدمات کو زبردست سراہا جو وہ مجلس اسلامیات کے پلیٹ فارم سے یونیورسٹی میں سرانجام دے رہے تھے ۔ اور طلبہ کو تاکید کی کہ وہ ان سے فیضان اور راہنمائی حاصل کریں ۔ علامہ نے پروفیسر عبدالستار خیری ' پروفیسر حمیدالدین اور پروفیسر عطا اللہ کا ذکر بھی اچھے انداز میں کیا ۔ اگرچہ اس میمورنڈم کے بعد سر ظفر اللہ کا کانووکیشن ایڈریس منسوخ ہو گیا ' حالانکہ قادیانی اقلیت قرار نہ پا سکے ' البتہ یونیورسٹی میں ان کی عملاً موت واقع ہو گئی ۔

میری ایک ذاتی کتاب پر علامہ اقبالؒ کے ان دنوں کے دستخط بخط انگریزی آج بھی موجود ہیں جو میرے لئے سرمایہ فخر و اعزاز ہیں ۔ علامہ کے ان ولولہ انگیز حقائق و بیان سے ہر طرف غلغلہ مچ گیا ۔ علامہ اقبال سے اس اولین ملاقات کے نقوش آج بھی میرے لوح دل پہ ثبت ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ اقبال طلبہ مسلم یونیورسٹی سے جو محبت و عقیدت رکھتے تھے اس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں ہے ۔ وہ طلبہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو قوم کے مستقبل کا

بقیہ صفحہ نمبر 57 پر دیکھیں